© rasailojaraid.com

وجود باری تعالیٰ پر ایک قرآنی دلیل

سوال:۔ ہمارے ایک پروفیسر صاحب جماعت میں خداوند تعالیٰ کا مذاق اُڑاتے رہتے ہیں اور مختلف انداز میں اپنے طالبعلموں میں یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خدا کا وجود معاذاللہ محض ایک واہمہ ہے ۔ یہ کائنات خود بخود معرض وجود میں آگئی اور اب اپنے ذاتی جوہر کی بنا پر چل رہی ہے ۔ میرے چند ایک ساتھیوں کے ذہنوں میں اُن کے خیالات نے شکوک و شبہات پیدا کر دیئے ہیں ۔ میں انہیں حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ آپ براہ کرم وجود باری تعالیٰ کے بارے میں کوئی ایسی دلیل دیں جو انہیں بالکل مطمئن کر سکے ۔

جواب:۔ (عبدالحمید صدیقی) آپ کے پروفیسر صاحب کا ملحدانہ خیالات کا پرچار بڑا افسوسناک ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی غلط تعلیمی پالیسی کی وجہ سے ان حضرات کو اتنی جسارت ہونے لگی ہے کہ وہ علانیہ اپنے ان گمراہ کن نظریات کو نئی نسل کے اندر پھیلاتے رہتے ہیں ۔ ہماری قوم کے سنجیدہ حلقوں کو اس کے بارے میں غور و فکر کرنا چاہیئے ۔ باقی رہی یہ بات کہ میں کوئی ایسی دلیل دوں جس سے آپ کے ساتھیوں کے ذہنوں سے شکوک و شبہات کے سارے کانٹے دور ہو جائیں تو اس سے میں عاجز ہوں ۔ شکوک و شبہات کی وجہ لازمی طور پر معقول دلائل کا فقدان ہی نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات ذہنوں کی کجی ، ضد اور پڑ بھی ہوتی ہے اس بنا پر یہ ضروری نہیں کہ اگر کوئی واضح دلیل دی جائے تو آپ کے رفقاء اسے قبول بھی کر لیں ۔ اگر کسی بات کو تسلیم کر لینے کے لیے محض اس کا حق ہونا ضروری ہوتا تو پھر لوگ تعلیمات ربانی کو کبھی نہ جھٹلاتے ۔ مگر آپ دیکھتے ہیں کہ حق کی موجودگی کے باوجود ٹیڑھے ذہن کے لوگ اُسے قبول نہیں کرتے ۔

میرے نزدیک باری تعالیٰ کے وجود پر وہی دلیل سب سے زیادہ وزنی اور محکم ہے جسے قرآن مجید نے سورۃ ابراہیمؑ میں پیش فرمایا ہے:

قالت رسلهم أفي الله شك فاطر السماوات والأرض ۔ ان کے رسولوں نے کہا کہ کیا خدا کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خالقِ کائنات، تو ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس کے بارے میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔ اس کے وجود کے متعلق اگر کوئی شک کرتا ہے تو وہ درحقیقت انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ خدا تو کائنات کی وہ سب سے بڑی سچائی ہے جو سورج سے زیادہ روشن اور واضح ہے۔

اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے اندر جتنے احساسات پیدا ہوتے ہیں اُن کا بہرحال ایک نہ ایک محرک اور معروض ضرور ہوتا ہے۔ بھوک، خوف اور اسی نوعیت کی ساری جبلتیں اُن کے وجود پر ناقابلِ تردید شہادت فراہم کرتی ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی احساس اور جذبہ تو موجود ہو مگر اس کا کوئی محرک و معروض نہ ہو۔ جب عام انسانی احساسات کے لیے معروض کا وجود لازمی ہے تو آخر مذہبی احساس کو ایک واہمہ قرار دے کر کیوں نظرانداز کر دیا جائے؟ انسان خواہ کسی خیال اور مسلک کا ہو۔ خدا کا منکر ہو یا اس کا ماننے والا وہ بہرحال ان امور کے بارے میں ضرور سوچتا ہے کہ اس عالمِ مجاز سے ماوراء کیا ہے۔ اس کا آغاز کیسے ہوا ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا، کیا اس مادی زندگی کے بعد بھی کوئی زندگی ہے۔ آپ ان مختلف سوالات کے جوابات دینا چاہتے ہیں دیں مگر ان سوالات کا آپ کے ذہن میں پیدا ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انسان عالمِ مجاز سے پرے اس حقیقتِ کبریٰ کا کھوج لگانے کے لیے بیتاب ہے، جس کے وجود کی وجہ سے اس کے دل میں یہ احساسات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان احساسات کی نوعیت کسی مابعد الطبیعیاتی ہستی کے وجود کی پرچھائیں کا پتہ دیتی ہے۔ جس چیز کا سرے سے کوئی وجود نہ ہو وہ آخر احساسات کی دنیا میں کیونکر کوئی جنبش پیدا کر سکتی ہے۔ اگر انسانی زندگی محض مادہ سے عبارت ہوتی اور اس کا وجود محض عناصر میں ظہورِ ترتیب کا نتیجہ ہوتا، تو پھر انسان عالمِ مجاز سے ماوراء کے متعلق کبھی نہ سوچتا اور نہ کبھی اس کے ذہن میں ان امور کے بارے میں خیالات پیدا ہوتے۔ لیکن یہ خیالات اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ اس عالمِ مجاز سے ماوراء کوئی ایسی ذات موجود ہے جو مادی زندگی کی حدبندیوں میں ہوتے ہوئے بھی انسان کو ماوراء کے بارے میں سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ سوالات ہماری زندگی کے خمیر میں داخل ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص ان کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے۔ جب یہ احساسات موجود ہیں تو ان کے معروض کا وجود بھی بدیہی حقیقت ہے۔ [illegible] یہ منظرت بد[illegible] [illegible] باقی احساسات کے معروضات

© rasailojaraid.com